# امام احمد رضا اور علوم جدیدہ و قدیمہ



پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد
ایم۔اے؛ پی۔ایچ۔ڈی

ادارۂ مسعودیہ
۲/۶، ۵۔ای، ناظم آباد۔ کراچی، (سندھ)
اسلامی جمہوریۂ پاکستان، ۱۴۱۶ھ/۱۹۹۶ء

# امام احمد رضا

اور

# علومِ جدیدہ وقدیمہ

پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد مظہری مجددی

ایم اے گولڈ میڈلسٹ۔ پی۔ ایچ۔ ڈی

پرنسپل گورنمنٹ ڈگری کالج ٹھٹھہ

ناشر

ادارۂ مسعودیہ ۲/۶۔۵۔ای۔ ناظم آباد۔ کراچی، (سندھ)

اسلامی جمہوریہ پاکستان ۔ ۱۴۱۶ھ/۱۹۹۶ء

نام کتاب ـــــــ امام احمد رضا اور علوم جدیدہ و قدیمہ
نام مصنّف ـــــــ پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد مظہری
کتابت ـــــــ محمد طارق رانا
اشاعت سوم ـــــــ سنہ ۱۴۱۰ھ / سنہ ۱۹۹۶ء
مطبوعہ ـــــــ اِدارۂ مسعودیہ۔

ملنے کے پتے

ادارہ مسعودیہ :۔ ۲/۶ ـــ ۵ ای ناظم آباد - کراچی
مظہری پبلیکیشنز :۔ A/۶-۲۶ پی-آئی-بی کالونی کراچی فون ۴۹۴۰۵۳۱
المختار پبلیکیشنز :۔ ۲۵ جاپان مینشن رضا چوک (ریگل) صدر کراچی
مکتبہ رضویہ ـــــــ آرام باغ روڈ، کراچی
مکتبہ غوثیہ :۔ سبزی منڈی کراچی فون نمبر ۴۹۴۳۳۶۸
ادارہ مسعودیہ ـــــــ بسمینٹ ۱۱ انشتر روڈ لاہور
مکتبہ قادریہ :۔ جامع نظامیہ رضویہ اندرون لوہاری گیٹ - لاہور

# امام احمد رضا

## اور

# علومِ جدیدہ و قدیمہ

امام احمد رضا[1] نے علومِ عقلیہ کی ابتدائی تحصیل بعض اساتذہ سے کی مثلاً مولانا محمد نقی علی خان، ابوالحسین احمد النوری، مرزا عبد العلی رام پوری اور مرزا غلام قادر بیگ وغیرہ مگر ان علوم میں اپنی خداداد صلاحیت سے کمال حاصل کیا۔ انہوں نے خود لکھا ہے کہ جب ریاضی اور جیومٹری وغیرہ کی تحصیل شروع کی تو ان کی فطری ذکاوت کو دیکھ کر ان کے والد مولانا محمد نقی علی خان نے کہا۔

تم اپنے علومِ دینیہ کی طرف متوجہ رہو، اِن علوم کو خود حاصل کر لو گے۔[2]

---

[1] بانی مدرسہ درسہ (کراچی) مولانا محمد عبد الکریم درس (۱۳۴۴ھ / ۱۹۲۶ء) نے امام احمد رضا کے سالِ وصال کا مادہ تاریخ "مقبولِ حق احمد رضا" (۱۳۴۰ھ) نکالا ہے۔

نوٹ:- امام احمد رضا کے حالات و افکار کے لئے راقم کا مقالہ "احمد رضا خاں بریلوی" مطالعہ کریں۔ یہ مقالہ ادارۂ تحقیقاتِ اسلامی، اسلام آباد کے جریدے ماہنامہ "فکر و نظر" کے مندرجہ ذیل شماروں میں شائع ہوا ہے۔

اپریل ۱۹۸۰ء ، مئی ۱۹۸۰ء ، جون ۱۹۸۰ء

مزید تفصیلات کے لئے مندرجہ ذیل مآخذ سے رجوع کریں۔

(الف) فیاض محمود: تاریخ ادبیاتِ مسلمانانِ ہند و پاکستان۔ (پنجاب یونیورسٹی لاہور ۱۹۷۲ء)

(بقیہ نوٹ اگلے صفحے پر)

چنانچہ ایسا ہی ہوا نہ صرف یہ کہ ان علوم کو حاصل کیا بلکہ ان علوم میں مختلف تصانیف اور حواشی لکھے، خود لکھتے ہیں :-

"حسبِ ارشاد سامی بعونہٖ تعالیٰ فقیر نے حساب وجبر و مقابلہ ولوگارثم و علم مربعات و علم مثلث کروی و علم ہیئت و قدیمہ ہیئت جدیدہ و زیجات و ارثما طیقی وغیرہا من تصنیفات و تحریرات رائقہ لکھیں اور صدہا قواعد وضوابط خود ایجاد کیے۔ تحدثاً بنعمۃ اللہ تعالیٰ"[۳]

اس پس منظر میں ڈاکٹر سر ضیاء الدین (وائس چانسلر مسلم یونیورسٹی علی گڑھ) کے یہ ریمارکس قابلِ توجہ ہیں ۱۹۲۹ء میں قیام شملہ (بھارت) کے زمانے میں مولانا محمد حسین میرٹھی نے جب ان سے امام احمد رضا سے ملاقات کی تفصیلات دریافت کیں تو انہوں نے جواب دیا:-

"ان کو علم لدنی حاصل تھا، میرے سوال کا جو بہت مشکل اور لاحل تھا ایسا فی البدیہہ جواب دیا گویا اس مسئلے پر عرصہ سے ریسرچ کیا ہے۔ اب ہندوستان میں کوئی جاننے والا نہیں ہے"[۴]

---

(ب) محمد مسعود احمد: مقالہ "رضا بریلوی" انسائیکلو پیڈیا آف اسلام، جلد دہم پنجاب یونیورسٹی لاہور

(ج) محمد یٰسین اختر مصباحی، امام احمد رضا ارباب علم و دانش کی نظر میں، مطبوعہ الہ آباد ۱۹۷۷ء

(د) المیزان (امام احمد رضا نمبر) بمبئی، مارچ ۱۹۷۶ء

(ھ) انوار رضا، شرکت حنفیہ لمیٹڈ، مطبوعہ لاہور ۱۹۷۷ء

(و) شجاعت علی قادری، مجدد الامۃ (عربی) مطبوعہ کراچی ۱۹۷۹ء

(ز) محمد مسعود احمد: عبقری الشرق (انگریزی) مطبوعہ لاہور ۱۹۷۸ء

(ح) محمد برہان الحق: اکرام امام احمد رضا، مطبوعہ لاہور ۱۹۸۹ء

[۳] احمد رضا: الکلمۃ الملہمۃ فی الحکمۃ المحکمۃ، مطبوعہ دہلی ۱۹۷۴ء، ص ۶

[۴] احمد رضا: الکلمۃ الملہمۃ، مطبوعہ دہلی، ص ۷

غالباً اسی تاثر کی وجہ سے ملاقات کے فوراً بعد انھوں نے پروفیسر سید سلیمان اشرف بہاری (صدر شعبۂ دینیات مسلم یونیورسٹی، علی گڑھ) سے کہا:

"صحیح معنوں میں یہ ہستی نوبل پرائز کی مستحق ہے"۔[۵]

جامعہ ازہر (مصر) کے پروفیسر محی الدین الوائی[۶] کیلیفورنیا یونیورسٹی (امریکہ) کی ڈاکٹر باربرا مٹکاف[۷] علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی (اسلام آباد، پاکستان) کے پروفیسر ابرار حسین صاحب[۸] وغیرہ نے علوم عقلیہ میں امام احمد رضا کی حیرت انگیز ذکاوت کا ذکر کیا ہے اور سراہا ہے۔

امام احمد رضا نے علوم عقلیہ جدیدہ و قدیمہ میں مستقل تصانیف چھوڑی ہیں اور علوم نقلیہ سے متعلق تصانیف میں بہت سے عقلی مباحث ہیں جن کو پڑھ کر اہل علم متاثر ہوئے بغیر نہیں رہ سکتے۔ چنانچہ امام احمد رضا کی عربی تصنیف الدولۃ المکیۃ بالمادۃ الغیبیۃ (۱۳۲۳ھ/۱۹۰۵ء) کو پڑھ کر پروفیسر ابرار حسین[۸] نے ان خیالات کا اظہار کیا:-

"اعلیٰ حضرت بہت بلند پایہ کے ریاضی داں تھے۔ الدولۃ المکیۃ پڑھنے سے (جو میری سمجھ سے بہت بلند ہے) اس کی تصدیق ہوئی کیوں کہ انھوں نے وہاں کچھ دلائل ریاضی کے نظریات پر مبنی دیئے ہیں اور یہ نظریات وہ ہیں جو آجکل TOPOLOGY کے زمرے میں آتے ہیں"[۹]

---

[۴] ظفر الدین بہاری: حیات اعلیٰ حضرت، جلد اول، مطبوعہ کراچی، ص ۱۵۵

[۵] محمد برہان الحق جبل پوری، اکرام امام احمد رضا۔ مطبوعہ لاہور ۱۹۸۰ء

[۶] مقالہ مطبوعہ صوت الشرق (قاہرہ) شمارہ فروری ۱۹۷۰ء

[۷] باربرا مٹکاف: ہندوستان میں مسلم مذہبی قیادت اور علماء مصلحین (۱۹۰۰-۱۸۶۰) برکلے ۱۹۷۴ء ص ۳۵

[۸] ابرار حسین، مکتوب بنام راقم الحروف مکتوبہ ۱۹ اپریل ۱۹۸۰ء

[۹] ایضاً

ایم حسن بہاری نے ایک مقالہ بعنوان امام احمد رضا جدید سائنس کی روشنی میں لکھا ہے جس میں علوم جدیدہ میں امام احمد رضا کے تبحر پر بحث کی ہے اور فتاویٰ رضویہ (جلد اول) کے بعض مضامین سے علمِ ریاضی، علمِ کیمیا اور علمِ فلکیات میں امام احمد رضا کی بصیرت پر تفصیل سے روشنی ڈالی ہے اور لکھا ہے امام احمد رضا کی مذہبی، علمی، ادبی، ریاضی، ارضیاتی، فلکیاتی اور مادی یا سائنسی صلاحیتوں نے راقم الحروف کو کافی حد تک متاثر کیا ہے [۱۰]

اسی طرح شبیر حسن بستوی نے اپنے مقالے امام احمد رضا بحیثیت منطقی، فلسفی میں ATOM کے بارے میں امام احمد رضا کے نظریات پر قدرے تفصیل سے روشنی ڈالی ہے [۱۱]

حقیقت یہ ہے کہ امام احمد رضا نے جو کچھ پایا قرآن کریم اور فضلِ الٰہی سے پایا، وہ قرآنی یقینیات و بدیہیات کو سائنسی ظنیات پر فوقیت دیتے تھے کیوں کہ سائنسی نظریات ترقی پذیر ہیں جو ترقی پذیر ہے وہ مکمل نہیں اور قرآنی نظریات مکمل ہیں۔ نامکمل کو مکمل کی روشنی میں دیکھا جا سکتا ہے۔ مکمل کو نامکمل کی روشنی میں نہیں، قرآن کریم نے فکرِ انسانی کا رُخ موڑ دیا اور دیکھتے دیکھتے ایک عظیم انقلاب آ گیا ـــــ ذہنوں میں انقلاب، روحوں میں انقلاب ـــــ مشہور صحابی حضرت معاویہ کے پوتے خالد بن یزید کے شاگرد، جابر بن حیان غالباً اسلام کے پہلے سائنسدان تھے جنہوں نے ایک کیمیائی لیبارٹری قائم کی ـــــ تاریخ کے مطالعے سے مسلمان متفکرین و سائنسدانوں کا ایک شاندار سلسلہ نظر آتا ہے مثلاً

(۱) دُنیائے اسلام کا ایک عظیم طبیب الرازی (۸۶۵ء تا ۹۲۵ء) جس نے ۲۰۰ کتابیں لکھیں۔

---

[۱۰] المیزان (بمبئی) امام احمد رضا نمبر، مارچ ۱۹۷۶ء، ص ۲۹۱

[۱۱] ایضاً، ص ۲۹۸ - ۳۰۱

(۲) الخوارزمی (۸۲۵ء یا ۸۴۴ء) جس نے جبر و مقابلہ پر اہم کتابیں لکھیں۔

(۳) الفارابی (م۔ ۹۵۱ء) جس نے طبیعیات پر اہم کتابیں لکھیں۔

(۴) المسعودی (م۔ ۹۵۷ء) جس نے نظریۂ ارتقاء کے مبادیات پیش کیے۔

(۵) ابو علی ابن الہیثم (م۔ ۹۶۵ء) علمِ بصریات کا ماہر جس نے ریاضیات و طبیعیات پر بہت سی کتابیں لکھیں۔

(۶) مشہور طبیب، ماہر فلکیات، ریاضی داں، جغرافیہ داں اور عالم طبیعیات ابو ریحان البیرونی (م ۱۰۴۸ء) جس کی تصنیف کتاب الہند شہرۂ آفاق ہے۔

(۷) عالم اسلام کا مشہور طبیب اور فلسفی ابو علی ابن سینا (م۔ ۱۰۳۷ء) جس کی تصانیف میں القانون اور الشفا مغربی دانش گاہوں میں صدیوں داخلِ نصاب رہیں۔

(۸) مشہور شاعر اور ریاضی داں عمرِ خیام (م۔ ۱۱۲۳) جو علم و فضل میں یونانیوں پر سبقت لے گیا۔

(۹) ابنِ رشد (م۔ ۱۱۹۸ء) جس نے طب پر ۱۶ کتابیں لکھیں۔

(۱۰) محمد الدمیری (م۔ ۱۴۰۵ء) حیاتیات پر جس کی کتاب حیاۃ الحیوان سب سے مشہور ہے[۱۲] ——— امام احمد رضا مشاہیر اسلام کے اس شاندار سلسلے کی ایک اہم کڑی ہیں۔ وہ ان مشاہیر سے کسی طرح کم نہیں، اگر ان کے افکار تازہ پر تحقیقات کی جاتے تو وہ بہت سے مشاہیر سے آگے نظر آئیں گے۔

ایجاد و اختراع کا دار و مدار فکر و خیال پر ہے، خیال کو اساسی حیثیت حاصل ہے، قرآنِ کریم میں خیالوں کی ایک دنیا آباد ہے اور عالم یہ ہے۔ ع

مجبور یک نظر آ، مختار صد نظر جا!

---

[۱۲] مزید تفصیلات کے لئے تامس آرنلڈ اور الفرڈ گیام کی تالیف "میراثِ اسلام" (مطبوعہ لاہور ۱۹۶۰ء) مطالعہ کریں۔

ہر خیال اپنے دامن میں صدیوں کے تجربات و مشاہدات سمیٹے ہوئے ہے،
جس نے قرآن کی بات مانی اس نے مختصر زندگی میں صدیوں کی کمائی کمالی۔ امام احمد رضا انہیں سعادت مندوں میں سے تھے جنہوں نے سب کچھ قرآن سے پایا، وہ قرآن کا زندہ معجزہ تھے ——— اللہ تعالیٰ نے اُن کو علمِ لدنّی اور فیضِ سماوی سے نوازا تھا۔ جس کی روشنی میں وہ لاینحل مسئلے حل کر لیا کرتے تھے[13]
چنانچہ ایک جگہ بطور تحدیثِ نعمت لکھتے ہیں:۔

اس ضروری مسئلہ دینی پر کلام بحمد اللہ تعالیٰ کتاب کے خواص سے ہے اور ایک یہی کیا بفضلہ تعالیٰ اس ساری کتاب میں محدود مباحث کے سوا عام ابحاث وہی ہیں کہ فیضِ قدیر سے قلبِ فقیر پر فائز ہوئی ہیں اور ایک یہی کتاب نہیں بعونہٖ عزوجل فقیر کی عامۂ تصنیفات افکارِ تازہ سے مملو ہوتی ہیں حتیٰ کہ فقہ میں جہاں مقلدین کو ابداے احکام میں مجالِ دم زدن نہیں۔ تحدثاً بنعمۃ اللہ تعالیٰ واللہ ذوالفضل العظیم[14]

امام احمد رضا کی تصنیفات و تالیفات اور حواشی کے مطالعہ سے ان کے قول کی تصدیق ہوتی ہے ——— چنانچہ حاشیہ رسالہ لوگارثم (قلمی) اور حاشیہ رسالہ

---

[13] احمد رضا: حاشیہ مخطوطہ الدر المکنون (مخزونہ مولانا خالد علی خاں، دار العلوم مظہر الاسلام بریلی) ص ۶۰
نوٹ:۔ مولانا خالد علی خاں کے کتب خانے کے مخطوطات سے محترم سید ریاست علی قادری سیلز منیجر۔ ٹی۔ آئی۔ پی، کراچی کی وساطت سے استفادہ کیا گیا۔ موصوف ۱۹۷۹ء میں تقریباً چالیس قلمی حواشی بریلی سے لائے تھے۔ ان مخطوطات کے عکس شیخ صبور احمد (ڈائریکٹر کراچی کیمیکل انڈسٹریز، کراچی) کی عنایت سے راقم کو ملے

[14] احمد رضا: الکلمۃ الملہمہ فی الحکمۃ المحکمہ، مطبوعہ دہلی، ص ۵۵

علم مثلث کروی (قلمی) وغیرہ میں انہوں نے SPHERICAL LOGARITHM اور TRIGONOMETRY میں اپنی تحقیقات پیش کی ہیں[15] ——— نہ صرف یہ بلکہ انہوں نے اصلاحات وضع کیں اور قواعد ایجاد کئے[16]

امام احمد رضا خاں نے اپنی علمی بصیرت کی بنا پر بڑے بڑے فلاسفہ اور سائنسدانوں پر تنقید کی جس سے معلوم ہوتا ہے کہ ان کو اپنی تحقیق پر کتنا اعتماد تھا اور وہ فلسفۂ جدیدہ و قدیمہ میں کتنی مہارت رکھتے تھے چنانچہ جامع بہادر خانی کے ایک مسئلے پر ۱۳۱۲ھ اور ۱۸۹۴ء میں اپنے ذاتی تجربے اور مشاہدے کی بنا پر تنقید کی ہے اور اپنے دعوے کے ثبوت میں نظری و عملی دلائل پیش کئے ہیں[17] ——— ایک جگہ مصنف جامع بہادر خانی کی تغلیط کرتے ہوئے اعتماد سے لکھتے ہیں:

واقول، ایں بدیہی البطلان و خطائے واضح ست[18]

اسی طرح اپنے رسالے فوز مبین در حرکت زمین (مشمولہ ماہنامہ الرضا) میں صاحب حدائق النجوم[19] پر سخت تنقید کی ہے، مندرجہ ذیل تنقیدات ملاحظہ فرمائیں:-

---

[15] (ا) احمد رضا: حاشیہ رسالہ لوگارثم (۱۳۲۵ھ / ۱۹۰۷ء) قلمی، ص ۲۲
(ب) احمد رضا: حاشیہ رسالہ علم مثلث کروی، قلمی (مخزونہ مولانا حامد علی خاں، دارالعلوم منظر اسلام، بریلی) ص ۴
(ج) احمد رضا: حاشیہ جامع بہادر خانی، قلمی (ایضاً) ص ۱

[16] (ا) احمد رضا: حاشیہ تحریر اقلیدس، قلمی (ایضاً) ص ۳۱
(ب) احمد رضا: حاشیہ بہادر خانی قلمی (ایضاً) ص ۳

[17] احمد رضا: حاشیہ جامع بہادر خانی، قلمی (ایضاً) ص ۷

[18] احمد رضا خاں: جامع بہادر خانی، قلمی، ص ۴

[19] حدائق النجوم، راجہ رتن سنگھ بہادر ہشیار جنگ زخمی کی تصنیف ہے، اس کا ایک مطبوعہ نسخہ (مطبع محمدی لکھنؤ ۱۲۶۱ھ) کتب خانہ خاص (انجمن ترقی اردو کراچی) میں محفوظ ہے۔ اس کی تین جلدیں ہیں جن کی یہ تفصیل ہے:-

(بقیہ نوٹ اگلے صفحہ پر)

(ا) دائرۃ البروج کی تعریف کہ حدائق میں کی، باطل ہے کہ معدل سے مرکز بدل گیا[۲۰]

(ب) اصول الہیأۃ کی تعریف اوس سے باطل تر ہے کہ مرکز بھی مختلف اور دائرے بھی چھوٹے بڑے اور حق وہ ہے جو ہم نے کہا[۲۱]

(ج) حدائق نے سنی سنائی اپنی ہوشیاری سے سب دوائر کو ایک مقعر سماوی پر لیا جس کا مرکز، مرکز زمین ہے ـــــ مگر بھولا کہ تمہارے نزدیک وہ مدارِ زمین ہے یا مقعر فلک پر اوس کا موازی ـــــ بہرحال اوس کا مرکز مرکز مدار ہے ـــــ مرکزِ مدارِ زمین ـــــ مرکزِ زمین ہونا کیسی صریح جنوں کی بات ہے[۲۲]

اسی طرح صاحب شمس بازغہ ملا محمد جونپوری (م ۱۰۶۲ھ / ۱۶۵۲ء) کے بعض خیالات پر سخت تنقید کی ہے[۲۳] ـــــ حکمۃ العین (مصنفہ نجم الدین علی بن محمد القزوینی (م ۶۷۵ھ) اور شرح حکمۃ العین (مصنفہ شمس الدین محمد بن مبارک مبرک بخاری) کے بعض مندرجات کو مہمل قرار دیا[۲۴] ـــــ اور تو اور شیخ ابو علی سینا[۲۶] کے بعض خیالات پر بھی شدید تنقید کی چنانچہ مسئلہ گردش زمین پر بحث کرتے ہوئے ایک جگہ لکھتے ہیں:۔

---

(ا) جلد اول، صفحہ ۱ تا ۳۸۶ ـ (ب) جلد دوم، صفحہ ۳۸۷ تا ۷۷۰

(ج) جلد سوم، صفحہ ۷۷۱ تا ۱۱۵۸

[۲۰-۲۲] ماہنامہ الرضا (بریلی) شمارہ ذوالحجہ ۱۳۳۸ھ / ۱۹۱۹ء ص ۴۵

[۲۳] میر باقر داماد استر آبادی (م ۱۰۴۱ھ / ۱۶۳۲ء) کی تصنیف الافق المبین کے جواب میں ملا محمد جونپوری نے خود اپنی کتاب الحکمۃ البالغہ کی شرح شمس البازغہ کے نام سے لکھی۔ مسعود۔

[۲۴] احمد رضا، الکلمۃ الملہمہ، مطبوعہ دہلی، ص ۱۹، حاشیہ ص ۸

[۲۵] ایضاً ص ۴۵

[۲۶] ابن سینا ۳۷۰ھ / ۹۸۰ء میں پیدا ہوا اور ۴ رمضان المبارک (بقیہ نوٹ اگلے صفحہ پر)

دلیل پنجم، اس سے بڑھ کر فلک ثوابت وجملہ ممثلات کا یہ تبعیت فلک الافلاک حرکت یومیہ کرنا ——— اور یہاں جو ابنِ سینا نے فرعیت کی وجہ گھڑی بالکل شیخ چلی کی کہانی ہے۔ کما بیناہ فی کتابنا الفوز المبین [۲۷]

پروفیسر حاکم علی مرحوم (پرنسپل اسلامیہ کالج لاہور) نے سائنس کے جدید نظریات کے سلسلے میں بذریعہ مراسلت امام احمد رضا سے تبادلہ خیال کیا۔ امام احمد رضا نے پروفیسر صاحب کے خیالات کی تردید کرتے ہوئے ان کو یہ ہدایت و نصیحت کی :-

"بہ نگاہِ ایمانی اصل مقاصد کو دیکھیئے، اگر حق پایئے تو ابنِ سینا اور اس کے احزاب کی بات زبردستی بنانے کی ضرورت نہیں"[۲۸]

امام احمد رضا نے اپنے خیالات و نظریات کو بڑی جرأت کے ساتھ پیش کیا ہے۔ اگر کسی محترم شخصیت سے بھی اختلاف ہے تو اس کا برملا اظہار کردیا ہے۔ مگر ادب و احترام کے ساتھ۔ چنانچہ حضرت امام غزالی کی کتاب تہافۃ الفلاسفہ کی ایک عبارت سے اختلاف کرتے ہوئے لکھتے ہیں :-

"اقوال امام کی شان بالا ہے، فقیر کو یہاں تأمل ہے۔ شک نہیں کہ اجزاء اگرچہ بالفعل نہیں، ان کے مناشئ انتزاع موجود ہیں اور

---

۴۲۸ھ/ ۲۱ جون ۱۰۳۷ء میں ہمدان (ایران) میں انتقال کیا۔ اسلام کا مشہور دانشور جو ریاضی، فقہ، ادب، ہندسہ، ہیأۃ، فلسفہ، طب وغیرہ پر عبور رکھتا تھا۔ اس نے ۱۶، ۱۷ برس کی عمر میں شاہ بخارا کا علاج کیا اور کتب خانۂ شاہی کا انچارج ہوا۔ طب میں القانون، منطق و فلسفہ میں الشفا، طبعیات میں تسع رسائل اور ہندسہ میں ترجمۂ اقلیدس اس سے یادگار ہیں۔ مسعود

[۲۷] احمد رضا: الکلمۃ الملہمہ، مطبوعہ دہلی، ص ۴۲

[۲۸] احمد رضا: الکلمۃ الملہمہ، مطبوعہ دہلی، ص ۷

ان میں ہر ایک کی طرف اشارۂ حسیہ جدا ہے اور یہی امتیاز ان کے لئے امتیاز اوضاع کا ضامن ہے اور یہ امتیاز قطعاً واقع ہے، اعتبار کا تابع نہیں[۲۹]

امام احمد رضا نے جدید و قدیم نظریات کے مقابلے میں اپنے نظریات پیش کئے ہیں۔ جن میں بعض جدید نظریات سے ہم آہنگ ہیں گو نصف صدی قبل وہ نا معقول نظر آتے ہوں کیونکہ وہ زمانہ جدید سائنس سے مغلوبیت اور مرعوبیت کا زمانہ تھا، علوم جدیدہ کے رعب نے دماغ کو ماؤف اور فکر کو مسلوب کر دیا تھا اور ناقص کو کامل پر فوقیت دی جا رہی تھی —— امام احمد رضا نے خرق والتیام، خلا، زمانہ اور ایٹم وغیرہ سے متعلق اپنے خیالات کا اظہار کیا ہے۔ اور جدید سائنسدانوں پر تنقید کی ہے مثلاً آئزک نیوٹن، البرٹ آئین اسٹائن، البرٹ ایف، پورٹا وغیرہ۔

خرق والتیام کے بارے میں قدیم فلاسفہ کے علی الرغم امام احمد رضا کا خیال ہے:-

"فلک پر خرق والتیام جائز ہے[۳۰]"

زمانے کے بارے میں اظہار خیال کرتے ہوئے لکھتے ہیں:-

"ہم چاہتے ہیں کہ بتوفیقہ تعالیٰ اس مزلۂ مضلہ کی بیخ کنی کر دیں جس پر آج تک متفلسفہ کو ناز ہے وہ یہ کہ زمانہ اگر حادث ہو تو اس کا وجود مسبوق بالعدم ہوا اور شک نہیں کہ یہاں قبل و بعد کا اجتماع محال ہے، تو قبلیت نہ ہوئی مگر زمانی، تو زمانے سے پہلے

---

۲۹؎ احمد رضا: الکلمۃ الملہمہ، مطبوعہ دہلی، ص ۳۸

۳۰؎ ایضاً: ص ۴۷

زمانہ لازم ـــــــ مواقف[31] و مقاصد[32] و تجرید[33] طوسی و طوالع[34] الانوار و بیضاوی[35] و شرح علامہ سید شریف و علامہ تفتازانی و فاضل قوشجی و شمس اصفہانی و شرح دیگر طوالع منسوب بہ تفتازانی و تہافۃ الفلاسفہ الامام حجۃ الاسلام وللعلامہ خواجہ زادہ میں اسکے متعدد جواب دیئے گئے جن میں فقیر کو کلام ہے[36]

اس کے بعد امام احمد رضا نے اپنے موقف کی تائید میں ۶ صفحات پر مفصل بحث کی ہے اور ثابت کیا ہے کہ زمانہ حادث ہے۔

ایک جگہ "خلا" پر بحث کرتے ہوئے لکھتے ہیں :-

"فلسفۂ قدیم خلاء کو محال مانتا ہے، ہمارے نزدیک وہ ممکن ہے[37] اور ایٹم کے بارے میں اظہار خیال کرتے ہوئے لکھتے ہیں[38]:-

---

[31] الموافق، مصنفہ عبدالرحمن بن احمد الایجی، متوفی ۷۵۶ھ

[32] المقاصد، مصنفہ سعدالدین مسعود بن محمد تفتازانی، متوفی ۷۹۱ھ

[33] تجرید، مصنفہ نصیر الدین بن جعفر بن محمد طوسی، متوفی ۶۷۲ھ

[34] طوالع الانوار، مصنفہ عبداللہ بن عمر بیضاوی۔ متوفی ۶۸۵ھ

[35] بیضاوی، مصنفہ ایضاً

[36] احمد رضا: الکلمۃ الملہمہ، مطبوعہ دہلی، ص ۷۴

[37] ماہنامہ الرضا (بریلی) شمارہ ذیقعدہ ۱۳۳۸ھ/ ۱۹۱۹ء، ص ۳۹

[38] تقریباً ۴۰۰ قبل مسیح مشہور یونانی فلسفی دیمقراطیس (DEMOCRITUS) نے یہ نظریہ پیش کیا کہ مادہ چھوٹے چھوٹے اجزاء سے مرکب ہے، جب یہ ملتے ہیں تو صورت نکلتی ہے۔ اس نے یہ بھی کہا کہ ان اجزاء کو تقسیم کرتے چلے جائیں تو ایک ایسا مرحلہ بھی آئے گا کہ مزید ٹکڑے کرنا ناممکن ہوگا۔ اس سے جزلاتیجزی (ایٹم) کا نظریہ ابھرا۔ یونانی زبان میں ATOM کے معنی ہیں ـــــ "ناقابل تقسیم" کے ہیں۔

۱۸۹۸ء جے جے ٹامس (J.J.THOMAS) نے اس کے خلاف نظریہ پیش کیا اور کہا کہ ایٹم توڑا جا سکتا ہے۔ امام احمد رضا کا بھی عہد تھا اور یہی نظریہ ۱۹۱۱ء میں

جزلاتیجزی ممکن بلکہ واقع اور اس سے جسم کی ترکیب ممکن، اگر بعض اجسام اس طرح مرکب ہوئے ہیں کچھ محذور نہیں، مگر یہ کلیہ نہیں کہ اس طرح کے اجسام میں تماس ناممکن کہ موجب انصال دو جز ہے اور حجم حسی جس طرح ہم نے ثابت کیا یوہیں تماس حسی ماننا مشکل آئزک نیوٹن کے بارے میں پہلے لکھتے ہیں۔

نیوٹن نے لکھا ہے کہ اگر زمین کو اتنا دبا تے کہ مسام بالکل نہ رہتے تو اس کی مساحت ایک انچ مکعب سے زیادہ نہ ہوتی۔[۴۱]

---

رور فورڈ (RUTHER FORD) نے اس خیال کو توسیع دی اور بتایا کہ ایٹم کا ایک مرکز ہے جس کو نیوک لس (NEUCLEUS) سے تعبیر کیا، اس میں نیوٹرون (NEUTRON) اور پروٹون (PROTON) موجود ہیں اور الیکٹرون (ELECTRON) نیوک لس کے ارد گرد گھومتے ہیں۔ سنہ ۱۹۱۳ء میں نیل بوہر (NILLI BOHR) نے کہا کہ الیکٹرون، پروٹون اور نیوٹرون ایٹم کے حصے ہیں اور تحویل تبدیل کرتے وقت طاقت خارج کرتے ہیں۔ مسعود

۳۹ احمد رضا، الکلمۃ الملہمہ، مطبوعہ دہلی، ص ۱۳۷

۴۰ نیوٹن ایک غریب کسان کا لڑکا تھا، لندن سے ۱۰۰ کلو میٹر دور ایک گاؤں WOOLSTHORPE میں ۲۵ دسمبر سنہ ۱۶۴۲ء کو پیدا ہوا۔ ۱۲ سال اسی گاؤں میں رہا اور ابتدائی تعلیم یہیں حاصل کی۔ سنہ ۱۶۶۱ء میں کنگ اسکول سے میٹرک کیا۔ سنہ ۱۶۶۲ء میں رائل سوسائٹی کا رکن منتخب ہوا اور سنہ ۱۷۳۰ء میں صدر۔ وہ ٹکسال کا ناظم اعلیٰ بھی رہا۔ سنہ ۱۷۰۵ء میں ملکہ این (ANNE) نے "سر" کا خطاب دیا۔ سنہ ۱۶۶۵ء میں کیمبرج یونیورسٹی سے بی اے اور سنہ ۱۶۶۹ء میں ریاضی میں ایم اے کیا۔

نیوٹن نے ۲۳ برس کی عمر میں سنہ ۱۶۶۵ء میں "نظریہ کشش ثقل" پیش کیا، سیاروں کے بیضوی محور کو دریافت کیا، تین اساسی اصول حرکت دریافت کئے، اختلاف رنگ اور انتشار نور کا باہمی تعلق دریافت کیا، یہ بتایا کہ سفید رنگ، سات رنگ کی شعاعوں کا مجموعہ ہے۔ آواز کی رفتار دریافت کی اور عکس انداز دوربین ایجاد کی۔

(بقیہ نوٹ اگلے صفحہ پر)

اس قول پر تنقید کرتے ہوئے لکھتے ہیں:۔

"اہلِ انصاف دیکھیں سردار ہیاۃِ جدیدہ نیوٹن نے کیسی صریح خارج از عقل بات کہی ہے"[۴۲]

اس کے بعد علمی بحث کی ہے اور پانچ دلیلوں سے نیوٹن کے خیال کی تردید کی ہے۔

مشہور سائنسداں پروفیسر البرٹ آئین اسٹائن[۴۳] امام احمد رضا کے معاصرین میں تھا۔ امام احمد رضا نے اپنی تصانیف میں اس کے نظریات پر تنقید کی ہے[۴۴] دوسرا امریکی ہیئت داں پروفیسر البرٹ ایف، پورٹا تھا[۴۵]، یہ بھی امام احمد رضا کا معاصر تھا۔

---

(بقیہ نوٹ) (DIFFERENTIAL CALCULAS) سے متعارف کرایا اور (BIONOMIAL THEOREM) ایجاد کی۔ ۲۰ مارچ ۱۷۲۷ء کو ۸۵ سال کی عمر میں انتقال ہوا اور لندن کے ویسٹ منسٹر گرجا میں رکھا گیا ـــــ نیوٹن سے دو کتابیں یادگار ہیں۔ (۱) الاصول (PRINCIPIA) مولفہ ۱۶۸۵-۸۶ء اور (۲) النور (OPTICS)

۴۱؎ ماہنامہ الرضا: (بریلی) شمارہ ذیقعدہ ۱۳۳۸ھ / ۱۹۱۹ء ص ۳۹

۴۲؎ ایضاً، ص ۴۰

۴۳؎ آئین سٹائن (EINSTEIN) ۱۴ مارچ ۱۸۷۹ء کو مغربی جرمنی کے مقام اولم میں پیدا ہوا۔ جب جرمنی سے نکلنا پڑا تو امریکہ چلا گیا اور پرنسٹن یونیورسٹی میں پروفیسر ریاضیات مقرر ہوا۔ امریکہ میں جوہری توانائی کی تحقیقات کا کام اس کے کہنے پر شروع کیا گیا۔ اس نے طبعیات میں گراں قدر دریافتیں کیں اور نظریۂ اضافیت پیش کیا۔ ۱۹۵۶ء میں امریکہ میں اس کا انتقال ہوا۔

۴۴؎ احمد رضا۔ معین مبین بہر دورِ شمس و سکون زمین (۱۹۱۹ء) قلمی، ص ۱۴

۴۵؎ پروفیسر البرٹ ایف۔ پورٹا کے متعلق بعض حضرات کا خیال ہے کہ یہ شگین یونیورسٹی (امریکہ) سے متعلق رہا۔ بعض کا کہنا ہے کہ یہ ٹیورن یونیورسٹی (اٹلی) میں

پروفیسر موصوف نے ایک ہولناک پیش گوئی کی جس سے دنیا کے بعض علاقوں میں دہشت و سراسیمگی پھیل گئی۔ اس پیشگوئی کے مطابق ۱۷ دسمبر ۱۹۱۹ء کو آفتاب کے سامنے بعض سیاروں کے جمع ہونے اور ان کی کشش سے آفتاب میں ایک بڑا گھاؤ نمودار ہوتا جس کے نتیجے میں دنیا میں قیامتِ صغریٰ برپا ہوتی، آندھیاں طوفان اور زلزلے آتے اور دنیا کے بعض علاقے صفحۂ ہستی سے مٹ جاتے، یہ پیشگوئی بانکی پور (بھارت) کے انگریزی اخبار ایکسپرس کے ۱۸ اکتوبر ۱۹۱۹ء کے شمارے میں شائع ہوئی اور پاک و ہند میں ایک تہلکہ مچ گیا۔ اس سلسلے میں امام احمد رضا سے رجوع کیا گیا کیوں کہ وہ اپنے وقت کے فقیہہ ہی نہیں ایک عظیم ہیئت داں بھی تھے۔ امام احمد رضا کو اخبار کا تراشہ پیش کیا گیا اور ان کی رائے لی گئی۔ جواباً انہوں نے مکتوب منہ مولانا ظفر الدین بہاری کو لکھا۔

"آپ کا پرچہ اخبار آیا، نواب صاحب نے ترجمہ کیا، کسی عجیب بے ادراک کی تحریر ہے جسے ہیئت کا ایک حرف نہیں آتا، سراپا اغلاط سے مملو ہے" [۴۷] (محررہ ۱۴ صفر ۱۳۳۸ھ / ۱۹۱۹ء)

امام احمد رضا نے البرٹ۔ ایف پورٹا کے جواب میں ایک محققانہ رسالہ لکھا جس کا تاریخی نام معین مبین بہر دور شمس و سکون زمین (۱۳۳۸ھ / ۱۹۱۹ء) رکھا [۴۸]

---

پروفیسر رہا۔ بہرحال یہ سان فرانسسکو (امریکہ کے ماہر ثواقب (METEOROLOGIST) کی حیثیت سے جانا پہچانا جاتا تھا۔

تفصیلات کیلئے مطالعہ کریں نیویارک ٹائمز (امریکہ) شمارہ ۱۶، ۱۸ دسمبر ۱۹۱۹ء۔ مسعود

[۴۶] نواب صاحب سے مراد نواب وزیر احمد خاں صاحب ہیں۔ مسعود

[۴۷] ظفر الدین بہاری: حیاتِ اعلیٰ حضرت، جلد اول، مطبوعہ کراچی، ص ۲۹۰

[۴۸] اس رسالے کا مخطوطہ جامعہ راشدیہ (پیر گوٹھ، سندھ) کے شیخ الجامعہ مولانا تقدس علی خاں صاحب کے پاس محفوظ ہے جس کا عکس محترم سید ریاست علی قادری

اس رسالے میں امام احمد رضا نے پورٹا کے بیان پر ۱۷ مواخذات کئے ہیں اور علم ہیئت سے متعلق فاضلانہ بحث کی ہے، آخر میں لکھا ہے:

بیان منجم پر اور مواخذات بھی ہیں مگر ۱۷ دسمبر کے لئے ۱۷ ہی پر اکتفا کرتا ہوں۔ واللّٰہ تعالیٰ اعلم[۴۹]

رسالہ معین مبین پہلے پہل ماہنامہ الرضا (بریلی) کے دو شماروں (صفر و ربیع الاوّل ۱۳۳۸ھ/۱۹۱۹ء) میں شائع ہوا مگر ایسا معلوم ہوتا ہے کہ مقالہ اُردو میں ہونے کی وجہ سے عالمی پیمانے پر متعارف نہ ہوسکا اور لوگ امام احمد رضا کے افکار سے باخبر نہ ہوسکے ورنہ ۱۷ دسمبر ۱۹۱۹ء کو دُنیا کے مختلف علاقوں میں جو دہشت پھیلی تھی نہ پھیلتی ـــــــ اخبار نیویارک ٹائمز (امریکہ) کے ۱۶ اور ۱۸ دسمبر ۱۹۱۹ء کے شماروں کے مطالعہ سے اندازہ ہوتا ہے کہ پیرس میں ہزاروں لوگ دہشت کے مارے گرجا گھروں میں گئے اور گڑگڑا کر دعائیں کیں[۵۱] ـــــ طلبہ نے اسکولوں سے چھٹیاں لے لیں[۵۲] ایک جگہ سائرن اور گھنٹیاں بجنے لگیں اور شہر والے سہم کر رہ گئے[۵۳] الغرض ہر طرف موت کے سائے منڈلا رہے تھے مگر جب ۱۷ دسمبر کا آفتاب غروب ہوا تو پروفیسر البرٹ پورٹا

---

صاحب (سیلز منیجر ٹی۔ آئی۔ پی۔ کراچی) کی عنایت سے ملا۔ اب یہ رسالہ مرکزی مجلس رضا لاہور نے شائع کردیا ہے۔ نیز اخبار جنگ (کراچی) شمارہ جنوری ۱۹۸۰ء اور اخبار افق (کراچی) شمارہ ۲۲ جنوری ۱۹۸۰ء میں بھی شائع ہوگیا ہے۔

۴۹ احمد رضا، معین مبین بہر دور شمس و سکون زمین (۱۳۳۸ھ/۱۹۱۹ء) قلمی، ص ۱۸

۵۰ کیلیفورنیا یونیورسٹی (امریکہ) کی فاضلہ ڈاکٹر باربرا مٹکاف کی عنایت سے ان شماروں کے تراشے ملے۔ راقم ان کا ممنون ہے۔ مسعود

۵۱ نیویارک ٹائمز (امریکہ) شمارہ ۱۸ دسمبر ۱۹۱۹ء

۵۲ ایضاً

۵۳ ایضاً

کی پیشگوئی جھوٹی ثابت ہوئی اور احمد رضا نے جو کچھ کہا تھا حق ثابت ہوا۔
دُنیا کے سارے ہیئت داں پورٹا سے متفق تھے اور ۱۷ دسمبر ۱۹۱۹ء کو دُوربینوں سے مشاہدہ سماوی میں مصروف قیامت صغریٰ کے منتظر تھے مگر بالآخر ان کی نگاہیں نامراد ہو گئیں۔ ——— ضرورت ہے کہ کوئی فاضل امریکی ہیئت داں پروفیسر البرٹا۔ ایف پورٹا کے مزعومات اور امام احمد رضا کے مواخذات و تحقیقات کا علمی تجزیہ اور تقابل کریں اور ان کی قدر و قیمت کا اندازہ لگائیں خصوصاً ایسی صورت میں جبکہ امام احمد رضا کے مقابلے میں پورٹا کے سارے اندازے غلط ثابت ہوئے۔

رسالہ معین مبین کی تصنیف کے بعد سیلانِ افکار نے دوسرے رسائل کے رُخ سے پردہ اٹھایا ——— چنانچہ امام احمد رضا نے اس ضمن میں بعض دلائل ردِّ حرکت زمین کے متعلق لکھے جو طویل ہوتے دیکھے تو الگ کر لئے اور ردِّ فلسفۂ جدیدہ میں ایک مستقل رسالہ فوزِ مبین در حرکت زمین[۴۵] (۱۳۳۸ھ / ۱۹۱۹ء) لکھا۔ اپنی تصنیف الکلمۃ الملہمہ میں امام احمد رضا نے اس کا اس طرح ذکر کیا ہے:۔

---

[۴۵] اس کتاب کا کچھ حصّہ امام احمد رضا کی زندگی میں ماہنامہ الرضا (بریلی) کی تقریباً ۱۲ قسطوں میں (رجب ۱۳۳۸ھ تا جمادی الثانی ۱۳۳۹ھ) شائع ہوا۔ اس کے بعد یہ سلسلہ بند ہو گیا۔ مجموعی طور پر فوزِ مبین کا اصل مسودہ ۱۲۴ صفحات پر مشتمل ہے۔ جو حصّہ شائع ہوا وہ ۹۶ صفحات پر پھیلا ہوا ہے۔ یہ مطبوعہ حصّہ معارفِ رضا، کراچی (شمارہ ۱۹۸۲ء، ص ۱۷۱-۲۲۳) میں شائع ہوا۔ پھر ماہنامہ سنّی دنیا (بریلی) نے اگست و ستمبر ۱۹۸۲ء کے اپنے مشترکہ شمارے میں شائع کیا۔ (۱۷۵-۷۹)، کراچی سے یہ مطبوعہ حصّہ سنہ کتابی صورت میں بھی شائع کیا ہے۔ فوزِ مبین کے اصل مسودے کا عکس مولوی محمد عرفان الحق بریلوی اور مولوی عبدالنعیم عزیزی کی عنایت سے راقم کو ملا جو کتب خانے میں محفوظ ہے۔ پروفیسر ابرار حسین (راولپنڈی۔ پاکستان) فوزِ مبین کا انگریزی میں ترجمہ کر رہے ہیں اور ان پر حواشی بھی لکھ رہے ہیں۔ مسعود

فقیر نے ردِّ فلسفۂ جدید میں ایک مبسوط کتاب مسمّٰی بنام تاریخی فوزِ مبین درحرکتِ زمین لکھی جس میں ایک سو پانچ دلائل سے حرکتِ زمین باطل کی اور جاذبیت ونافریت مزعومات فلسفۂ جدیدہ پر وہ روشن رد کئے جن کے مطالعہ سے ہر ذی انصاف پر بحمدہٖ تعالٰی آفتاب سے زیادہ روشن ہوجائے کہ فلسفۂ جدیدہ کو اصلاً عقل سے مس نہیں ۔ [۵۵]

فوزِ مبین کی فصل سوم میں ذیلی حاشیہ لکھا جس میں وہ دس دلائل نقل کئے جو فلاسفۂ قدیمہ نے ردِّ حرکتِ زمین پر دیئے ہیں۔ امام احمد رضا نے ان دلائل کے ابطال میں تیس دلائل پیش کئے اور اس بحث کو ایک تیسری کتاب الکلمۃ الملہمہ فی الحکمۃ المحکمہ لوہا فلسفۂ المشئمۂ (مطبوعہ دہلی ۱۹۲۴ء) میں مرتب کیا۔[۵۶]

اسلامیہ کالج (لاہور) کے پروفیسر اور پرنسپل پروفیسر حاکم علی مرحوم[۵۷] امام احمد رضا سے بہت متاثر تھے۔ ان کے ہاں آنا جانا تھا اور سائنسی نظریات کے

---

[۵۵] احمد رضا: الکلمۃ الملہمہ مطبوعہ دہلی، ص ۵

نوٹ:۔ نظریۂ حرکتِ زمین سے اختلاف کی گنجائش معلوم ہوتی ہے۔ امام احمد رضا کے علاوہ عہدِ جدید کے بھی بعض مفکرین نے بھی اختلاف کیا ہے، چنانچہ ہندوستان، پاکستان اور مغربی ملکوں کے بعض سائنسدانوں اور فلسفیوں نے نظریۂ کشش ثقل اور نظریۂ اضافیت سے اختلاف کرتے ہوئے نظریۂ حرکتِ زمین میں کلام کیا ہے۔ ان تمام حضرات کی تنقیدات کی محققانہ جائزہ لیا جائے تو امام احمد رضا کی فکر رسا ممتاز نظر آئے گی۔ مسعود۔

[۵۶] یہ کتاب ۱۹۲۴ء میں دہلی میں چھپ کر میرٹھ سے شائع ہوگئی ہے۔

[۵۷] پروفیسر حاکم علی انجمن حمایت اسلام (لاہور) کے بانیوں میں تھے۔ اسلامیہ کالج لاہور میں ریاضی کے مشہور پروفیسر اور بعد میں پرنسپل رہے۔ (بقیہ نوٹ اگلے صفحہ پر)

بارے میں ان سے تبادلہ خیال بھی ہوتا تھا۔[۵۹] اس سلسلے کی ایک کڑی امام احمد رضا کی کتاب نزولِ آیات فرقان بسکون زمین و آسمان (۱۳۳۸ھ / ۱۹۱۹ء) ہے جو انہوں نے پروفیسر حاکم علی کی ایک تحریر کے جواب میں لکھی، اس اجمال کی تفصیل یہ ہے :۔

پروفیسر حاکم علی نے ۱۴ / جمادی الاولٰی ۱۳۳۹ھ / ۱۹۲۰ء کو امام احمد رضا کو ایک خط لکھا جس میں حرکتِ زمین کی تائید میں بعض قرآنی آیات کے ساتھ تفسیر جلالین اور تفسیر حسینی سے بعض عبارات پیش کیں اور امام احمد رضا سے درخواست کی کہ وہ حرکت زمین کے قائل ہو جائیں۔ اس کے جواب میں امام احمد رضا نے ایک مدلّل و محقّق رسالہ لکھا جس کا عنوان اوپر گذرا۔ اس رسالے میں امام احمد رضا نے ردّ حرکتِ زمین کے متعلق اپنے دلائل پیش کئے اور مندرجہ بالا دو کتب تفاسیر کے مقابلے میں ۲۸ کتب تفاسیر وغیرہ سے حوالے پیش کئے[۶۰]

امام احمد رضا کے نزدیک مسئلہ حرکت زمین کو دو ہزار سال بعد ۱۵۲۰ء میں کوپرنیکس

۱۹۲۵ء میں کالج سے سبکدوش ہوئے اور ۱۹۴۳ء میں انتقال کیا۔ تحریک ترک موالات کے زمانے (۱۴ / صفر ۱۳۳۹ھ / ۱۹۲۰ء) میں انہوں نے امام احمد رضا سے فتویٰ لیا اور اسی پر عمل کیا۔

پروفیسر حاکم علی صاحب کے تلامذہ میں، پرنسپل دارالعلوم السنۃ الشرفیہ، لاہور آغا بیدار بخت نہایت ممتاز ہیں۔ ان کا بیان ہے کہ مولانا حاکم علی مرحوم :۔

"ریاضی میں اس قدر ماہر تھے کہ کلاس روم میں بڑے اعتماد سے بغیر کسی کتاب کے گھنٹوں پڑھاتے رہتے۔"

(اقبال احمد فاروقی : تذکرہ علمائے اہل سنّت لاہور، مطبوعہ لاہور ۱۹۷۵ء ص ۲۸۹)

۵۹ احمد رضا : نزول آیات فرقان بسکون زمین و آسمان، مطبوعہ لکھنؤ، ۲،۱،۷

۶۰ امام احمد رضا کا طریقہ استدلال یہ ہے کہ مخاطب (بقیہ نوٹ اگلے صفحہ پر)

نے پھر اٹھایا ورنہ بقول احمد رضا پہلے نصاریٰ بھی سکونِ ارض ہی کے قائل تھے۔[۶۱]

امام احمد رضا نے اس رسالے میں پروفیسر حاکم علی کے دلائل کو ضعیف قرار دیا اور مغربی سائنسدانوں کے متعلق لکھا:۔

یورپ والوں کو طریقۂ استدلال اصلاً نہیں آتا۔ انہیں اثبات دعویٰ کی تمیز نہیں، ان کے اوہام جن کو بنامِ دلیل پیش کرتے ہیں، یہ یہ عِلّتیں رکھتے ہیں۔ مصنف ذی فہم، مناظرہ داں کے لیے وہی ان کے ردّ میں بس ہیں کہ یہ دلائل انہیں عِلّتوں کے پابند ہوتے ہیں[۶۲]

پروفیسر حاکم علی نے امام احمد رضا سے یہ التجا کی تھی:۔

"غریب نواز! کرم فرما کر میرے ساتھ متفق ہو جاؤ تو پھر انشا اللہ تعالیٰ سائنس کو اور سائنسدانوں کو مسلمان کیا ہوا پائیں گے"[۶۳]

امام احمد رضا نے اس التجا کے جواب میں جو کچھ تحریر فرمایا وہ قرآن کریم پر ان کے غیر متزلزل ایمان کا آئینہ دار ہے اور ہر مسلمان سائنسدان کے لیے عبرت و نصیحت بھی، انہوں نے فرمایا:۔

"محب فقیر! سائنس یوں مسلمان نہ ہوگی کہ اسلامی مسائل کو آیات و نصوص میں تلادیلات دور از کار کر کے سائنس کے مطابق کر لیا جائے یوں تو معاذ اللہ اسلام نے سائنس قبول کی نہ سائنس نے اسلام۔ وہ مسلمان ہوگی تو یوں کہ جتنے اسلامی مسائل سے اسے خلاف ہے

---

اپنے دعویٰ کے ثبوت کے لیے جس فن کی کتابوں سے دلائل پیش کرتا ہے اسی فن کی کتابوں سے اس کا ردّ کرتے ہیں۔ اس لیے وہ ہر مقام پر اپنا علمی تبحر قائم رکھتے ہیں مسعود

[۶۱] احمد رضا، نزول آیاتِ فرقان بسکونِ زمین و آسمان، مطبوعہ لکھنو، ص ۲۳۔

[۶۲] ایضاً، ص ۲۳

[۶۳] ایضاً، ص ۲۴

سب میں مسئلہ اسلامی کو روشن کیا جائے، دلائل سائنس کو مردود و پامال کر دیا جائے، جابجا سائنس ہی کے اقوال سے مسئلہ اسلامی کا اثبات ہو، سائنس کا ابطال و اسکات ہو ــــــ یوں قابو میں آئے گی اور یہ آپ جیسے فہیم سائنسداں کو باذنہٖ تعالیٰ دشوار نہیں۔ آپ اسے بچشم پسند دیکھتے ہیں۔ ؎

## وعین الرضا عن کل عیب کلیلۃ

امام احمد رضا مسلمان سائنسدانوں کے نقطۂ نظر اور انداز فکر میں تبدیلی چاہتے ہیں، وہ چاہتے ہیں کہ قرآن کی روشنی میں سائنس کو پڑھایا جائے۔ یعنی کامل کی روشنی میں ناقص کو پرکھا جائے۔ قرآن نے جو کچھ کہا سائنس بالآخر وہیں پہنچتی نظر آتی ہے قرآن نے کہا کہ نباتات میں جان ہے، جمادات میں جان ہے، کائنات کے ایک ایک ذرے میں جان ہے ــــــ پہلے یہ بات عجیب بات لگی، اب سب اقرار کر رہے ہیں۔ قرآن نے کہا۔ یہی شب و روز نہیں جو ۲۴ گھنٹے میں ادلتے بدلتے رہتے ہیں بلکہ ایک جہاں ایسا بھی ہے جہاں کے شب و روز کا ایک دن ہمارے ہزار سال کے برابر ہے ــــــ پہلے یہ بات عجیب سی معلوم ہوئی، رفتہ رفتہ لوگ یہی حقیقت تسلیم کرنے لگے ــــــ بھٹک بھٹک کر سب اسی مقام پر آتے جاتے ہیں جہاں قرآن لانا چاہتا ہے ــــــ ماہرین کا یہ فرض ہے کہ وہ یہ دیکھیں کہ امام احمد رضا نے "حال" میں رہتے ہوئے "مستقبل" کا کہاں تک سفر کیا۔ ممکن ہے وہ نظریات جو امام احمد رضا خاں نے پیش کئے ہیں ان سے قبل یا بعد یورپ و امریکہ کے سائنسدانوں اور مفکرین نے پیش کئے ہوں۔ دوسری صورت یہ ہے کہ وہ نظریات امام احمد رضا کے بعد پیش کئے گئے ہوں جیسا کہ پروفیسر رفیع اللہ صدیقی نے معاشیات میں نظریۂ روزگار و آمدنی

کو امام احمد رضا کی اولیات میں شمار کیا ہے[۶۳]

تیسری صورت یہ ہے کہ وہ نظریات ایسے ہوں جو مفکرین و دانشوروں نے ابھی تک پیش نہیں کئے، ایسے نظریات سے استفادہ کیا جاسکتا ہے اور ان کو اہلِ علم کے سامنے پیش کیا جاسکتا ہے اور پیش کیا جانا چاہیئے۔ مثلاً مسئلہ گردشِ زمین جو پہلے مسلمات سے تھا، اب اس پر بحث شروع ہوگئی ہے جیسا کہ پیچھے عرض کیا گیا۔ امام احمد رضا نے بھی اس نظریہ کی مخالفت کی اور ۱۰۵ دلائل سے اس کو رد کیا۔

ایک صورت یہ بھی ہے کہ امام احمد رضا نے جو کچھ کہا ہو جدید سائنسی تجربات و مشاہدات نے ضمنی طور پر اس کی تغلیط کردی ہو اور مزید بحث و مباحثہ کی گنجائش نہ چھوڑی ہو۔ ایسی صورت میں امام احمد رضا داد و تحسین کے مستحق ہیں کیونکہ عالمی مقابلوں میں شکست کھانے والا بھی انعام کا مستحق ہوتا ہے کہ اس نے ایک بڑے مقابلے کے لئے ہمت تو کی، میدان میں تو آیا۔

جدید و قدیم سائنس کے متعلق امام احمد رضا نے جو کچھ کہا وہ بیشتر عربی و فارسی میں ہے، اردو میں بہت کم ہے چنانچہ تحقیق دشواری یہ ہے کہ اس قسم وہ عربی و فارسی سے واقف نہیں اور جو لوگ یہ زبانیں جانتے ہیں وہ علوم جدیدہ پر حاوی نہیں ہیں[۶۴]

---

۶۳؎ رفیع اللہ صدیقی:۔ فاضل بریلوی کے معاشی نکات، مطبوعہ لاہور ۱۹۷۷ء ص ۱۳، ۱۴

نوٹ:۔ ۱۹۱۲ء میں امام احمد رضا نے یہ نظریہ پیش کیا پھر بعد میں ۱۹۲۶ء میں کینز (KEYNES) نے یہ نظریہ پیش کرکے انگلستان کا اعلیٰ ترین اعزاز حاصل کیا۔ مسعود

۶۴؎ انگریزی نظامِ تعلیم نے ہم کو فارسی و عربی سے بیگانہ کرکے ماضی سے منقطع کردیا۔ ہم علماء دین کو اچھی نظروں سے نہیں دیکھتے اور اس کا احساس نہیں کہ انہوں نے ہم کو ہمارے شاندار ماضی سے وابستہ کر رکھا ہے۔ آزاد جموں و کشمیر یونیورسٹی قابلِ مبارکباد ہے کہ اس نے اپنے ہاں عربی اور اسلامک کلچر کو لازمی مضامین کی حیثیت دی ہے۔ مسعود

ڈاکٹر سر ضیاء الدین نے امام احمد رضا سے ملاقات کے وقت اس عملی دشواری کا ذکر کیا۔ ڈاکٹر سر ضیاء الدین نے امام احمد رضا سے کہا:۔

"افسوس یہ ہے کہ میں عربی سے ناواقف ہوں اور آپ انگریزی سے۔ کیا اچھا ہوتا کہ عربی کتب کا ترجمہ اردو میں ہوجاتا، پھر میں انگریزی کرکے شائع کردیتا۔"[۶۴]

چنانچہ بعد میں انہوں نے ایک آدمی بھیجا کہ امام احمد رضا کی نگرانی میں ان کے افکار و خیالات کو عربی سے اردو میں منتقل کرے مگر اس سے یہ کام ہو نہ سکا کہ فنی کتابوں کا ترجمہ کرنا جوئے شیر لانا ہے۔

۱۹۷۹ء میں راقم نے مشہور سائنسداں پروفیسر ڈاکٹر عبدالسلام کو امام احمد رضا کے کتب و رسائل کی طرف متوجہ کیا تو انہوں نے اظہارِ معذرت کرتے ہوئے لکھا:۔

I SHALL BE HAPPY BUT

I CAN'T READ ARABIC [۶۴]

(ترجمہ) مجھے خوشی ہوتی مگر میں عربی نہیں پڑھ سکتا۔

لیکن راقم کا اندازہ ہے کہ بلادِ اسلامیہ ایسے علماء و دانشوروں سے خالی نہیں جو جدید و قدیم دونوں علوم پر عبور رکھتے ہوں۔ ادارۂ تحقیقاتِ اسلامی (اسلام آباد) کو یہ کام اپنے ہاتھ میں لینا چاہیئے۔ کم از کم امام احمد رضا کے نادر کتب و حواشی اپنے ہاں محفوظ کر لینے چاہئیں تاکہ محققین ایک ہی جگہ آسانی سے استفادہ کرسکیں۔

پہلی صورت یہ ہے کہ یہ نظریات امام احمد رضا سے قبل پیش کئے گئے ہوں تو ایسی صورت میں یہ دیکھنا ضروری ہے امام احمد رضا نے اپنے نظریئے کی تائید میں جو دلائل پیش کئے ہیں، وہ وہی ہیں جو ان سے قبل پیش کئے گئے یا ان سے مختلف؟

# ماٰخذ و مراجع (کُتب)


امام احمد رضا : نزولِ آیاتِ فرقان بسکونِ زمین و آسمان، مطبوعہ لکھنؤ۔

〃 〃 〃 : حاشیہ رسالہ لوگارثم (۱۳۲۵ھ/۱۹۰۷ء) مطبوعہ کراچی ۱۹۸۰ء

〃 〃 〃 : الکلمۃ الملہمہ فی الحکمۃ المحکمۃ لوہا فلسفۃ المشئمۃ، مطبوعہ دہلی ۱۹۷۴ء

〃 〃 〃 : حاشیہ رسالہ علم مثلث کروی، (قلمی)

〃 〃 : حاشیہ الدار المکنون (قلمی)

〃 〃 〃 : حاشیہ جامع بہادر خانی، (قلمی)

〃 〃 〃 : تعلیقات علی الزیج الایلخانی، (قلمی)

〃 〃 〃 : حاشیہ بہادر خانی (قلمی)

〃 〃 〃 : معینِ مبین بہر دورِ شمس و سکونِ زمین (۱۳۳۸ھ/۱۹۱۹ء)

〃 مطبوعہ لاہور ۱۹۸۰ء)

اقبال احمد فاروقی : تذکرہ علمائے اہلِ سنت و جماعت لاہور مطبوعہ لاہور ۱۹۷۵ء

انسائیکلوپیڈیا آف اسلام، جلد دہم، پنجاب یونیورسٹی لاہور

باربرا مٹکاف، ڈاکٹر: ہندوستان میں مذہبی قیادت اور علماء مصلحین (۱۸۶۰ - ۱۹۰۰) برکلے ۱۹۷۶ء (انگریزی)

برہان الحق مفتی : اکرام امام احمد رضا، مطبوعہ لاہور ۱۹۸۰ء

رتن سنگھ بہادر: حدائق النجوم (سہ مجلدات) مطبوعہ لکھنؤ ۱۸۴۱ء

شجاعت علی قادری، مفتی: مجدد الامۃ (عربی) مطبوعہ کراچی ۱۹۷۹ء

شرکتِ حنفیہ : انوارِ رضا، مطبوعہ لاہور ۱۹۷۷ء
ظفر الدین بہاری : حیاتِ اعلیٰ حضرت، جلد اوّل، مطبوعہ کراچی
فیاض محمود : تاریخ ادبیات مسلمانانِ ہندو پاکستان، پنجاب یونیورسٹی لاہور ۱۹۷۲ء
محمد مسعود احمد پروفیسر : عبقری الشرق (انگریزی) مطبوعہ لاہور ۱۹۷۸ء
" " " : فاضل بریلوی اور ترکِ موالات، مطبوعہ لاہور ۱۹۷۸ء
محمد یٰسین اختر مصباحی : امام احمد رضا اربابِ علم و دانش کی نظر میں، مطبوعہ الٰہ آباد ۱۹۷۷ء
نکلسن، تامس : میراثِ اسلام، مطبوعہ لاہور ۱۹۶۰ء

## ( رسائل )

الرضا (بریلی) شمارہ صفر المظفر ۱۳۳۸ھ / ۱۹۱۹ء
الرضا (بریلی) شمارہ ربیع الاوّل ۱۳۳۸ھ / ۱۹۱۹ء
الرضا (بریلی) شمارہ ذیقعد ۱۳۳۸ھ / ۱۹۱۹ء
الرضا (بریلی) شمارہ ذی الحجہ ۱۳۳۸ھ / ۱۹۱۹ء
المیزان (بمبئی) امام احمد رضا نمبر، شمارہ مارچ ۱۹۷۶ء
صوت الشرق (قاہرہ) شمارہ فروری ۱۹۷۰ء

## ( اخبارات )

افق (کراچی) شمارہ ۲۲ر جنوری ۱۹۸۰ء
جنگ (کراچی) شمارہ ۱۷ر جنوری ۱۹۸۰ء
جنگ (کراچی) شمارہ ۱۱ر مئی ۱۹۸۰ء
نیویارک ٹائمز (امریکہ) شمارہ ۱۶ر دسمبر ۱۹۱۹ء
نیویارک ٹائمز (امریکہ) شمارہ ۱۰ر دسمبر ۱۹۱۹ء

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

# امام احمد رضا پر پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد مظہری زید مجدہٗ

# کی نگارشات

## (۱) تصنیفات و تالیفات

| نمبر شمار | عنوان | سنہ تالیف / اشاعت | مقامِ اشاعت |
|---|---|---|---|
| ۱. | فاضل بریلوی اور ترکِ موالات | مطبوعہ ۱۹۷۱ء | مرکزی مجلسِ رضا لاہور |
| ۲. | فاضل بریلوی علمائے حجاز کی نظر میں | " ۱۹۷۳ء | " " " مبارک پور انڈیا |
| ۳. | عاشقِ رسول | " ۱۹۷۶ء | " " " |
| ۴. | حیاتِ فاضل بریلوی | " ۱۹۷۸ء | مکتبۂ قادریہ لاہور |
| ۵. | عبقری الشرق (انگریزی) | " " | مرکزی مجلسِ رضا لاہور، کیپ ٹاؤن جنوبی افریقہ |
| ۶. | تنقیدات و تعاقبات امام احمد رضا | مؤلفہ ۱۹۷۸ء | زیرِ طبع |
| ۷. | مولانا احمد رضا خان بریلوی | " " | لاہور، اسلام آباد، سیالکوٹ |
| ۸. | گناہِ بے گناہی | ۱۹۸۱ء | لاہور، کراچی، حیدرآباد سندھ، مبارکپور انڈیا |
| ۹. | اکرام امام احمد رضا | " | مرکزی مجلسِ رضا لاہور |
| ۱۰. | اُجالا[1] | ۱۹۸۳ء | کراچی، حیدرآباد سندھ، لاہور، انگلستان، انڈیا |
| ۱۱. | امام احمد رضا اور عالمِ اسلام | " | کراچی |
| ۱۲. | دائرہ معارفِ امام احمد رضا | ۱۹۸۴ | " |

[1] اُجالا:
۱- سندھی ترجمہ "سوجھرو" ترجمہ مولانا عبدالرسول قادری گھمی
۲- انگریزی ترجمہ "دی لائٹ" ترجمہ پروفیسر عبدالقادر

| نمبر شمار | عنوان | سنہ تالیف/اشاعت | مقامِ اشاعت |
|---|---|---|---|
| ۱۳- | حیاتِ امامِ اہلِ سنت | ۱۹۸۴ء | لاہور، کراچی، ساہیوال، مبارکپور، انڈیا |
| ۱۴- | آئینۂ رضا | مؤلفہ ۱۹۸۶ء | غیر مطبوعہ |
| ۱۵- | رہبر و رہنما | ۱۹۸۷ء | لاہور، کراچی، واہ کینٹ، انڈیا |
| ۱۶- | تعارفِ رضویات | مؤلفہ " | کراچی |
| ۱۷- | حیاتِ امام احمد رضا بریلوی (بسیط) | زیرِ تدوین | |

## ۲ مقالات و مضامین

| | | | |
|---|---|---|---|
| ۱۸- | رضا بریلوی | مؤلفہ ۱۹۷۴ء | پنجاب یونیورسٹی لاہور |
| ۱۹- | عاشقِ رسول | ۱۹۷۷ء | انسائیکلوپیڈیا آف اسلام ج ۱۰ مشمولہ موجِ خیال، کراچی |
| ۲۰- | امام احمد رضا خاں بحیثیت سیاستدان | " ۱۹۷۹ء | اسلام آباد |
| ۲۱- | امام احمد رضا خاں بریلوی | " " | برائے مجدد الامۃ، کراچی |
| ۲۲- | امام احمد رضا خاں بریلوی | مطبوعہ اپریل مئی جون ۱۹۸۰ء | ماہنامہ فکر و نظر اسلام آباد |
| ۲۳- | امام احمد رضا اور جدید و قدیم سائنسی نظریات | ستمبر ۱۹۸۰ء | معارفِ رضا، کراچی۔ اشرفیہ مبارکپور |
| ۲۴- | عالمی جامعات اور امام احمد رضا | ستمبر ۱۹۸۲ء | معارفِ رضا، کراچی |
| ۲۵- | امام احمد رضا اہلِ علم و دانش کی نظر میں | ستمبر ۱۹۸۵ء | معارفِ رضا، کراچی |
| ۲۶- | امام احمد رضا — ایک صاحبِ بصیرت و مدبر سیاستدان | اکتوبر ۱۹۸۷ء فروری ۱۹۸۸ء | ماہنامہ منہاج القرآن لاہور |
| ۲۷- | امام احمد رضا ایک نظر میں | ستمبر ۱۹۸۷ء | معارفِ رضا، کراچی |
| ۲۸- | فتاویٰ رضویہ اور ڈاکٹر بلیان | " " | " " " |
| ۲۹- | امام احمد رضا خاں بریلوی (انگریزی) | ستمبر ۱۹۸۸ء | معارفِ رضا، کراچی |
| ۳۰- | امام احمد رضا ماہ و سال کے آئینے میں | " " | کراچی، حیدرآباد سندھ، لاہور، پشاور، ڈربن، جنوبی افریقہ، انڈیا |

رہبر و رہنما:۔ (۱) انگریزی ترجمہ "دی لیڈر اینڈ دی گائیڈ" ترجمہ پروفیسر عبدالقادر کراچی
(۲) انگریزی ترجمہ " " " ترجمہ نگار عرفانی کراچی

| نمبر شمار | عنوانات | سنہ تالیف/ اشاعت | مجلہ/ مقام اشاعت |
|---|---|---|---|
| ۳۱۔ | فاضل بریلوی مولانا احمد رضا خاں بریلوی | مارچ ۱۹۷۳ء | ماہنامہ ترجمان اہلسنت کراچی |
| ۳۲۔ | تحریک پاکستان پر فاضل بریلوی کے اثرات | ″ ۱۹۷۴ء | ماہنامہ فیض رضا، فیصل آباد |
| ۳۳۔ | مولانا احمد رضا خاں بریلوی | ۲۷ اکتوبر ۱۹۷۴ء | روزنامہ 'آفاق' لاہور |
| ۳۴۔ | اعلیحضرت فاضل بریلوی کی نعتیہ شاعری | ۲۸ مارچ ۱۹۷۵ء | روزنامہ 'الجاہد' کانپور انڈیا |
| ۳۵۔ | حیات فاضل بریلوی | ۱۹۷۶ء | مشمولہ رسالہ 'الاستمداد' لاہور |
| ۳۶۔ | احمد رضا خاں بریلوی | ۱۵ اپریل ۱۹۷۶ء | شاہکار اسلامی انسائیکلوپیڈیا لاہور |
| ۳۷۔ | مولانا احمد رضا خاں کی تصانیف | ۱۲ فروری ۱۹۷۷ء | روزنامہ 'جنگ' کراچی |
| ۳۸۔ | مولانا احمد رضا خاں کے خلفاء | ″ ″ ″ | ″ ″ ″ |
| ۳۹۔ | مولانا احمد رضا خاں بریلوی | ۱۹ فروری ۱۹۷۷ء | ″ ″ ″ |
| ۴۰۔ | مولانا احمد رضا خاں بریلوی | ۲۲ تا ۲۸ جنوری ۱۹۷۹ء | ہفت روزہ 'افق' کراچی |
| ۴۱۔ | جہان رضا | ستمبر ۱۹۷۹ء | ماہنامہ 'ضیائے حرم' لاہور |
| ۴۲۔ | حیات مبارکہ (احمد رضا خاں) | ۱۹۸۰ء | مشمولہ '۱۴ صدی کے مجدد' لاہور |
| ۴۳۔ | اعلیحضرت احمد رضا خاں بریلوی | ۱۴ تا ۲۰ جنوری ۱۹۸۰ء | ہفت روزہ 'اخبار جہاں' کراچی |
| ۴۴۔ | امام احمد رضا کی فصاحت و بلاغت اور علمائے حرمین میں آپ کی مقبولیت | ۳ جنوری ۱۹۸۰ء | روزنامہ 'امن' کراچی |
| ۴۵۔ | اعلیٰ حضرت مولانا احمد رضا خاں بریلوی | فروری ۱۹۸۱ء | ماہنامہ 'دور جدید' کراچی |
| ۴۶۔ | عاشق رسول | مارچ ۱۹۸۱ء | ماہنامہ 'اشرفیہ' مبارکپور |
| ۴۷۔ | نظریۂ حرکت زمین اور اعلیٰ حضرت | ۷ تا ۱۳ مارچ ۱۹۸۱ء | ہفت روزہ 'الہام' بہاولپور |
| ۴۸۔ | نظریۂ حرکت زمین اور امام احمد رضا خاں بریلوی | ۱۹۸۳ء | ماہنامہ 'اظہار' کراچی |
| ۴۹۔ | حیات مبارکہ اعلیٰ حضرت | ۱۹۸۲ء/۱۹۸۳ء | ماہنامہ 'قومی آواز' دہلی |
| ۵۰۔ | اعلیٰ حضرت اور زبان عربی | جنوری ۱۹۸۳ء | ماہنامہ 'ضیائے حرم' لاہور |

| نمبر شمار | عنوان | سنۂ تالیف/ اشاعت | مجلّہ / مقام اشاعت |
|---|---|---|---|
| ۵۱۔ | اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں | فروری ۱۹۸۳ء | ماہنامہ صبح نور سیالکوٹ |
| ۵۲۔ | حیات امام احمد رضا | ۱۹۸۳ء | ماہنامہ قومی آواز دہلی |
| ۵۳۔ | سرتاج الفقہاء | ۱۹۸۴ء | معارف رضا، کراچی |
| ۵۴۔ | مولانا احمد رضا خاں بریلوی | جمعہ ایڈیشن ۱۹۸۴ء | روزنامہ انقلاب، بمبئی۔ |
| ۵۵۔ | حیاتِ امام احمد رضا | ۱۹۸۴ء | مشمولہ امام احمد رضا کی حاشیہ نگاری |
| ۵۶۔ | فتاویٰ رضویہ اور ڈاکٹر بلیان | ۱۹۸۷ء/۱۹۸۸ء | معارف رضا، کراچی۔ ہفت روزہ نجوم دہلی |
| ۵۷۔ | ماہ و سال | ۱۹۸۵ء/۱۹۸۸ء | مشمولہ امام احمد رضا اور ان کے مخالفین، لاہور |
| ۵۸۔ | کنز الایمان پر پابندی کیوں؟ | اکتوبر ۱۹۸۵ء | ماہنامہ ترجمان اہلسنت چاٹگام، بنگلہ دیش |
| ۵۹۔ | مولانا احمد رضا خاں بریلوی (تحقیقی مقالہ) | ۱۹۸۶ء | برائے پاکستان ہجری کونسل اسلام آباد |
| ۶۰۔ | اعلیٰ حضرت امام احمد رضا علیہ الرحمہ | ۳۱ اکتوبر ۱۹۸۶ء | روزنامہ حریت کراچی |
| ۶۱۔ | مولانا شاہ احمد رضا خاں (انگریزی) | اکتوبر نومبر ۱۹۸۶ء | ماہنامہ مسیج انٹرنیشنل، کراچی |
| ۶۲۔ | امام احمد رضا خاں بریلوی ( " ) | اگست ۱۹۸۸ء | ماہنامہ اسلامک ٹائمز، انگلینڈ |
| ۶۳۔ | امام احمد رضا —— ارباب علم و دانش کی نظر میں | اپریل ۱۹۸۸ء | ماہنامہ الاشرف، کراچی |
| ۶۴۔ | امام احمد رضا کے علمی آثار | اکتوبر ۱۹۸۸ء | ماہنامہ استقامت کانپور |
| ۶۵۔ | " " " " | ۲ اکتوبر ۱۹۸۸ء | روزنامہ انقلاب، بمبئی |

# ③ مقدمات

جن کتابوں پر امام احمد رضا علیہ الرحمہ سے متعلق مقدمے تحریر کئے گئے ان مقدمات کا مجموعہ آئینہ رضا کے نام سے مرتب ہو چکا ہے۔

| نمبر شمار | مصنف / مؤلف | تصنیف / تالیف | سنۂ تالیف اشاعت | مقام اشاعت |
|---|---|---|---|---|
| ۶۶۔ | ملک شیر محمد خاں اعوان | مولانا احمد رضا خاں کی نعتیہ شاعری | ۱۹۷۳ء | لاہور |
| ۶۷۔ | مولانا محمد عبد الحکیم شرف قادری | تذکرہ اکابر اہل سنت | ۱۹۷۷ء | " |

| نمبر شمار | مصنف / مؤلف | تصنیف / تالیف | سنہ تالیف / اشاعت | مقام اشاعت |
|---|---|---|---|---|
| ۶۸۔ | مولانا اختر الحامدی | امام نعت گویاں | ۱۹۷۷ء | لاہور |
| ۶۹۔ | محمد مرید احمد چشتی سیالوی | خیابانِ رضا | ۱۹۸۲ء | لاہور |
| ۷۰۔ | " " " " | جہانِ رضا | ۱۹۸۱ء | لاہور |
| ۷۱۔ | محمد صادق قصوری | خلفائے اعلیٰ حضرت | ۱۹۷۷ء | غیر مطبوعہ |
| ۷۲۔ | مولانا محمد یٰسین اختر مصباحی | امام احمد رضا اور ردِّ بدعات و منکرات | ۱۹۷۸ء | الہ آباد۔ انڈیا |
| ۷۳۔ | مولانا محمد مصطفےٰ رضا خاں | ملفوظاتِ مجدد مائۃ حاضرہ | ۱۹۷۸ء | لاہور |
| ۷۴۔ | امام احمد رضا خاں علیہ الرحمۃ | دوام العیش فی الائمۃ من قریش | ۱۹۷۹ء | لاہور |
| ۷۵۔ | " " " " | خافیہ رسالہ در علم لوگارثم | ۱۹۸۰ء | کراچی |
| ۷۶۔ | خواجہ انجم نظامی | امام احمد رضا دانشوروں کی نظر میں | ۱۹۸۶ء | جہلم |
| ۷۷۔ | امام احمد رضا خاں علیہ الرحمۃ | الدولۃ المکیۃ | ۱۹۸۷ء | لاہور |
| ۷۸۔ | مولانا عبد النعیم عزیزی | کلامِ رضا کے نئے تنقیدی زاویے | ۱۹۸۸ء | بریلی شریف |
| ۷۹۔ | مولانا محمد صدیق ہزاروی | کنز الایمان تفاسیر کی روشنی میں | ۱۹۸۸ء | لاہور |

## (۴) پیش لفظ

| نمبر شمار | مصنف / مؤلف | تصنیف / تالیف | سنہ تالیف / اشاعت | مقام اشاعت |
|---|---|---|---|---|
| ۸۰۔ | امام احمد رضا خاں علیہ الرحمۃ | شریعت و طریقت | ۱۹۸۳ء | کراچی |
| ۸۱۔ | " " " " | مقدمہ فوزِ مبین در ردِّ حرکتِ زمین | ۱۹۸۳ء | معارفِ رضا کراچی |
| ۸۲۔ | محمد شکیل اوج | امام احمد رضا (کوئز) | ۱۹۸۴ء | کراچی |
| ۸۳۔ | اعجاز اشرف انجم رضوی | افکارِ رضا | ۱۹۸۵ء | لاہور |

## ⑤ تبصرے

| نمبر شمار | مصنف / مؤلف | تصنیف / تالیف | سنۂ اشاعت / تالیف | مقام اشاعت |
|---|---|---|---|---|
| ۸۴۔ | مولانا محمد یٰسین اختر مصباحی | امام احمد رضا اربابِ علم ودانش کی نظر میں | ۱۹۷۷ء | الہ آباد |
| ۸۵۔ | مفتی سید شجاعت علی قادری | مجدد الامت | ۱۹۷۹ | کراچی |

## ⑥ مکاتیب

| | | | | |
|---|---|---|---|---|
| ۸۶۔ | مولانا محمد یٰسین اختر مصباحی | مقدمہ امام اہلِ سنت | مطبوعہ ۱۹۸۱ء | الہ آباد |
| ۸۷۔ | مولانا افتخار احمد قادری | مقدمہ گناہِ بے گناہی | " ۱۹۸۱ء | " |

## ⑦ پیغامات

۸۸۔ برائے یومِ رضا: مرکزی مجلسِ رضا لاہور مشمولہ پیغاماتِ یوم رضا مرتبہ حاجی مقبول احمد قادری ضیائی، مطبوعہ لاہور ۱۹۷۲ء

۸۹۔ برائے مجلسِ مذاکرہ: فاضل بریلوی اور تخلیقِ نظریۂ پاکستان، منعقدہ ۹ مارچ ۱۹۷۴ء خالقدینا ہال، کراچی

۹۰۔ برائے ماہنامہ مجلسِ رضا مانچسٹر (انگلستان) فروری ۱۹۸۵ء

مرتبہ

عبد الستار طاہر عفی عنہٗ

لاهور چھاونی

# امامِ اعظم ابُوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

① اور ثابت (والدِ ماجد امام ابُوحنیفہ) حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہُ الکریم کی خدمت میں حاضر ہوئے جب کہ وہ ابھی کمسن بچے تو آپ نے اُن کے لئے اور اُن کی اولاد کے لئے خیر و برکت کی دُعا فرمائی۔

(خطیب بغدادی، تاریخ بغداد، مطبوعہ مصر ۱۹۳۱ء، ج ۱۳، ص ۳۶۶)

② امام اعظم (رضی اللہ عنہ) نے حضرت انس رضی اللہ عنہ کو دیکھا تھا اور اُن سے ملاقات بھی ہوئی تھی۔

(مولانا غلام رسول سعیدی، تذکرۂ امام اعظم ابُوحنیفہ مطبوعہ لاہور ۱۹۸۲ء، ص ۱۱۷)

③ امام ابو معشر عبدالکریم بن عبدالصمد طبری شافعی نے امام اعظم (رضی اللہ عنہ) کی صحابۂ کرام (رضی اللہ عنہم) سے مرویات میں ایک مستقل رسالہ تصنیف کیا ہے اور اس میں روایات کو مع اسناد کے ذکر کیا ہے۔

(ایضاً، ص ۱۱۸)

④ لوگ فقہ میں ابُوحنیفہ کے محتاج ہیں۔ (امام شافعی بحوالہ زرکلی: الاعلام، ج ۹، ص ۵)

⑤ امام ابُوحنیفہ (رضی اللہ عنہ) کے مقلدین آج عراق، ہند (پاک و ہند)، چین، ماوراء النہر، بلادِ عجم میں بکثرت پھیلے ہوئے ہیں۔ (مقدمہ ابنِ خلدون، ص ۶۶۹)

⑥ حنفی مذہب کو کُلی طور پر سلطنت عثمانیہ کے تمام صوبوں میں نہ صرف عوامی زندگی بلکہ سرکاری نظام عدل میں مستند مجموعہ قوانین کی حیثیت حاصل ہو گئی (شارٹر انسائیکلوپیڈیا آف اسلام، ص ۱۰۶)

⑦ جو ملک سلطنتِ عثمانیہ کے زیرِ حکومت رہے ہیں جیسے مصر، سوریا اور لبنان، اُن کا مذہب بھی محکمہ عدل و قضاء میں حنفی چلا آتا ہے۔ حکومت تیونس کا مذہب بھی یہی ہے۔ ترکی اور اس کے زیرِ اثر ممالک مثلاً شام و البانیہ کے باشندوں کا مذہب بھی عبادات میں یہی ہے اور مسلمانانِ بلقان و قفقاز بھی مسائلِ عبادات میں اسی مذہب کے مقلد ہیں۔ اسی طرح اہلِ افغانستان و ترکستان اور مسلمانانِ (پاک و) ہند و چین میں بھی یہی مذہب غالب ہے اور اس مذہب کے پیرو دوسرے ملکوں میں بھی بکثرت پائے جاتے ہیں۔ جو روئے زمین کے تمام مسلمانوں کا دو تہائی ہیں۔ (صبحی محمصانی: فلسفہ شریعتِ اسلام ص ۴۸)

⑧ حنفی مکتبِ فکر، وسطِ ایشیاء اور ہندوستان (پاک و ہند) میں غالب و فائق ہے۔

(شارٹر انسائیکلوپیڈیا آف اسلام، ص ۱۳۱)



